رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵ — ٹیلیفون نمبر ۹۱

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

خطبہ نمبر

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

شرح چندہ پیشگی — سالانہ — ششماہی — سہ ماہی

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

جلد ۲۵ | مورخہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ | یوم شنبہ | مطابق ۲۷ فروری ۱۹۳۷ء | نمبر ۴۷

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۵ فروری۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۹ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کے درد نقرس میں اب بفضل خدا کمی ہے۔ گو انگوٹھے کا ورم ابھی کلی طور پر دور نہیں ہوا۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو معدہ میں تکلیف ہے اور چکر آتے ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں:۔

آج صبح کی ٹرین سے جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر تعلیم و تربیت سلسلہ کے بعض اہم امور کی سرانجام دہی کے لئے جموں تشریف لے گئے:۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مولوی محمد حسین صاحب کو پونچھ بسلسلہ تبلیغ بھیجا گیا۔

ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر بی۔ اے نے آج اپنے لڑکے عبدالرحمان کی دعوت ولیمہ دی جس میں بہت سے اصحاب کو مدعو کیا

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جو چیز قبلہ حق سے تمہارا مونہہ پھیرتی ہے وہی تمہاری راہ میں ایک بت ہے

"مجھے اس وقت اس نصیحت کی حاجت نہیں۔ کہ تم خون نہ کرو۔ کیونکہ بجز نہایت شریر آدمی کے کون ناحق کے خون کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ ناانصافی پر ضد کر کے سچائی کا خون نہ کرو۔ حق کو قبول کر لو۔ اگرچہ ایک بچہ سے۔ اور اگر مخالف کی طرف حق پاؤ۔ تو پھر فی الفور اپنی خشک منطق کو چھوڑ دو۔ سچ پر ٹھیر جاؤ۔ اور سچی گواہی دو۔ جیسا کہ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے۔ اجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور۔ یعنے بتوں کی پلیدی سے بچو۔ اور جھوٹ سے بھی کہ وہ بت سے کم نہیں۔ جو چیز قبلہٗ حق سے تمہارا مونہہ پھیرتی ہے۔ وہی تمہاری راہ میں بت ہے۔ سچی گواہی دو۔ اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں۔ یا دوستوں پر ہو۔ چاہیئے۔ کہ کوئی عداوت بھی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔" (ازالہ اوہام جلد دوم صفحہ ۸۳۲)

نظارت بیت المال کی طرف سے احباب جماعت

کی

خدمت میں چند سوالات

کیا آپ نے الفضل مجریہ ۸ دسمبر ۱۹۳۶ء میں تحریک بعنوان "مالی مشکلات کے حل کے لئے نئی تجاویز" کا مطالعہ کیا ہے۔ اور اس کی تعمیل میں

ا۔ تحریک قرضہ ایک لاکھ میں حصہ لیا ہے۔؟

ب۔ اپنا کوئی روپیہ جو خاص اغراض مثلاً تعمیر مکان یا بیاہ شادی یا تعلیم بچگان کے لئے جمع ہو۔ بطور امانت ذاتی خزانہ صدر انجمن میں داخل کر دیا ہے؟

ج۔ اپنے چندہ عام حصہ آمد میں اضافہ کیا ہے؟

د۔ (موصیوں کے لئے) اپنی زندگی میں حصہ جائداد ادا کرنے کی کوشش کی ہے؟

س۔ کیا ریزرو فنڈ کے لئے چندہ جمع کرنے کا عزم کر کے جو رقم وصول کرنے کی آپ امید رکھتے ہیں۔ اس سے نظارت بیت المال کو مطلع کیا ہے؟

نوٹ:۔ (۱) تحریک قرضہ میں ایک سو اور اس سے اوپر سینکڑوں میں رقمیں قبول کی جاتی ہیں۔ (۲) حصہ آمد اور چندہ عام کے اضافہ کی اطلاع دیتے وقت یہ ضرور تحریر فرمائیں۔ کہ یہ اضافہ کس تاریخ سے ہے۔ اور اس کی وجہ سے کس قدر اضافہ آپ کے چندہ ماہوار میں ہوگا:۔ ناظر بیت المال قادیان

ڈسٹرکٹ پین اولمپک ٹورنامنٹ کا پہلا دن

گورداسپور ۲۴ فروری۔ آج ڈسٹرکٹ پین اولمپک ٹورنامنٹ کا پہلا دن تھا۔ فٹ بال کا میچ احمدیہ سپورٹس کلب اور احمدیہ یونین کلب کے درمیان رکھا گیا تھا۔ مگر دونوں کلب ایک جگہ کے ہونے کی وجہ سے آپس میں میچ کھیلنا مناسب نہ سمجھتے تھے اس پر سمجھوتہ ہوگیا۔ اور احمدیہ سپورٹس کلب نے اپنی ٹیم ہٹالی:۔

والی بال کا میچ احمدیہ سپورٹس کلب۔ اور بھاگووال کی کلب کے درمیان ہوا جس میں احمدیہ سپورٹس کلب۔ دو گیمز پر جیت گیا۔

انفرادی مقابلوں میں قادیان سے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء اور احمدیہ سپورٹس کلب قادیان کے ممبر شامل ہوئے۔ لانگ جمپ میں صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب اور عطاء اللہ چودہری علی الترتیب اول و دوم رہے۔ اسی طرح Hop Step - and Jump میں صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب اول اور چودہری عطاء اللہ دوم رہے بچگان کے مقابلوں میں محمد صادق (تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان) لانگ جمپ میں اول رہا:۔

ڈاکٹر کی ضرورت

نور ہسپتال قادیان میں اسسٹنٹ ڈاکٹر انچارج شفاخانہ کی آسامی خالی ہے۔ دس دن کے اندر اندر احمدی سب اسسٹنٹ سرجن کوالیفائڈ تجربہ کار اگر ہسپتال مذکور میں ملازمت کرنا چاہیں تو نظارت ہذا میں اپنی درخواستیں بھیج دیں۔ تنخواہ پچاس روپے ماہوار ہوگی:۔

ناظر امور عامہ قادیان

انجمن احمدیہ چھاؤنی سیالکوٹ کا اعلان

وہ احمدی احباب جو حدود چھاؤنی سیالکوٹ میں سکونت پذیر ہیں۔ یا سکونت تو حدود چھاؤنی سے باہر ہے۔ مگر ذریعہ معاش چھاؤنی ہے۔ یا وہ دوست جو گاہ بگاہ بسلسلہ ملازمت یا بسلسلہ تجارت چھاؤنی میں تشریف لا کر رہائش اختیار کریں۔ ان کی آگاہی کے لئے عرض ہے۔ کہ صدر بازار میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے باقاعدہ انجمن احمدیہ قائم ہے۔ نماز جمعہ باقاعدہ خاکسار کے غریب خانہ پر ادا کی جاتی ہے۔ سلسلہ عالیہ کی تمام کتب و اخبار الفضل برائے مطالعہ موجود رہتی ہیں۔ اس لئے سلسلہ کے مقرر کردہ نظام کے ماتحت آپ کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس جماعت میں شمولیت اختیار فرما کر چندہ وغیرہ کی ادائیگی یہاں ہی کیا کریں۔ تاکہ اس جماعت کو تقویت پہونچے۔ اور سلسلہ کے احکام کی پابندی ہو۔

خاکسار۔ حافظ عبدالعزیز سکرٹری انجمن احمدیہ عزیز منزل صدر بازار سیالکوٹ

ایک نوجوان کا انتقال پُر ملال

محمد شریف طالب علم طبیہ کالج شاہدرہ باشندہ موضع بروٹی ضلع ہوشیارپور میرا ایک عزیز تھا۔ وہ ۱۷ فروری ۱۹۳۷ء کو شاہدرہ ایک ہفتہ بیمار رہ کر فوت ہوگیا۔ مرحوم گو ستر ہ سال کا تھا۔ لیکن نہائت مخلص احمدی تھا۔ اور طب پڑھ کر تبلیغ میں معروف ہونے کی زبردست خواہش رکھتا تھا۔ قرآن کریم خوب سمجھ کر پڑھ سکتا تھا۔ اور اختلافی مسائل پر پوری طرح حاوی تھا۔ اپنی والدہ کا ایک ہی بیٹا تھا۔ میری تبلیغ کے زیر اثر اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس نے ۱۹۳۴ء میں بیعت کی تھی۔ اتنے عرصہ میں اس نے بہت ترقی کر لی۔ اور ہر سال جلسہ سالانہ میں بڑے ذوق سے شامل ہوتا۔ جب گاؤں جاتا تو جا بجا تبلیغ کرتا۔ مجھے اس پر بہت امیدیں تھیں۔ احباب سلسلہ اس کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہوئے اس کی والدہ کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اسے صبر جمیل عطا فرمائے:۔

خاکسار۔ دوست محمد خان ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی گورنمنٹ کالج رہتک

تمام جماعتیں آگاہ رہیں

حکیم فضل الٰہی کا جماعت سے اخراج

"الفضل" کے گذشتہ دو پرچوں میں نظارت امور عامہ نے بوضاحت اعلان کیا تھا کہ ایک شخص حکیم فضل الٰہی احمدی بنا ہوا ہے۔ اور احمدیت کی آڑ میں لوگوں کو دھوکہ دیکر ہزاروں روپیہ جماعت امرت سر کا کھا گیا ہے۔ اور پھر سری نگر فرار ہو گیا ہے۔ سری نگر کے مبلغین اور سکرٹری تبلیغ خواجہ صدرالدین صاحب کو بھی اس امر کی اطلاع دی گئی تھی۔ مگر باوجود اس اطلاع کے سری نگر کی جماعت نے پرواہ نہ کی۔ اور ڈیڑھ سو روپیہ کا نقصان اس کے ہاتھوں اٹھایا۔ اس لئے اب پھر اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ تمام امراء اور پریذیڈنٹ صاحبان و دیگر عہدیداران اپنی اپنی جماعتوں میں بار بار اعلان کر دیں کہ یہ شخص دھوکہ باز ہے۔ اور اس سے اپنے آپکو بچائیں۔ نیز یہ کہ اسے جماعت سے خارج کیا جاتا ہے۔ اس شخص کا جہاں پتہ ملے وہاں کی پولیس کو واقعات کی اطلاع کر دیں۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ

خطبہ جمعہ

اگر کامیابی چاہتے ہو تو اپنے آپ کو نڈر اور صادق القول بناؤ

اپنی جانیں ہتھیلی پر لئے پھرنے والی قومیں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۵ فروری ۱۹۳۷ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔
اللہ تعالےٰ نے
انسان کو اس دُنیا میں پیدا کرکے
کچھ تو اسے قوتیں اور طاقتیں دی ہیں جن سے وُہ کام کرسکتا ہے۔ اور کچھ سامان مہیا فرمائے ہیں۔ جو وُہ استعمال کرسکتا ہے۔ اور کچھ طریقے مقرر فرمائے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے صحیح نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً انسان کو اس نے کام کرنے کی طاقت دی ہے۔ سوچنے کے لئے دماغ دیا ہے۔ کام میں تنوع پیدا کرنے کے لئے مختلف قسم کے ذوق بخشے ہیں۔ اور رغبت پیدا کرنے کے لئے مختلف قسم کی امنگیں اس کے دل میں پیدا کی ہیں۔ غیرت پیدا کی ہے۔ جوش۔ اور غضب پیدا کیا ہے۔ محبت پیدا کی ہے ؛؛

اس کے بعد پھر اس نے
عورت اور مرد کا فرق
رکھا ہے۔ تا ان طاقتوں کے استعمال کرنے کے لئے اس کے لئے میدان کھل جائے۔ بچے پیدا کئے ہیں۔ بھائی بہن اور دُوسرے رشتہ دار بنائے ہیں۔ پھر اس نے اس سے بھی زیادہ تنوع پیدا کرنے کے لئے حیوانات پیدا کئے ہیں۔ پھر اس کے کام کو اور وسیع کرنے کے لئے قسم قسم کے غلے۔ میوے۔ ترکاریاں۔ سبزیاں۔ اور پھل۔ پھول وغیرہ پیدا کئے ہیں۔ پھر اس کی بادشاہت کو اور زیادہ وسیع کرنے کے لئے لکڑی۔ لوہا۔ آگ اور پانی وغیرہ اشیاء بنائی ہیں۔ جن پر انسان کا عمل وارد ہوتا ہے۔ اور ان کے ذریعہ انسان نئی اشیاء بنا کر اپنے لئے نئی دُنیا بناتا ہے۔ پھر فطرت انسانی میں مدنیت کا مادہ رکھا ہے۔ اور حکومت و اقتصادیات کے رستے کھولے ہیں پھر سونا۔ چاندی۔ اور جواہرات وغیرہ پیدا کئے ہیں۔ جو اقتصادی دُنیا کو بسانے کے سامان ہیں ؛؛

گویا اللہ تعالےٰ نے
ایک دُنیا انسان کے اندر
بنائی ہے۔ جو باہر نکلنا چاہتی ہے اور ایک باہر بنائی ہے۔ جو انسان کے اندر آنا چاہتی ہے۔ ایک طرف دل میں محبت کا جذبہ اور شہوات پیدا کی ہیں۔ تو دوسری طرف بیوی۔ اور خاوند۔ بچے۔ بہن۔ بھائی۔ ماں باپ بنائے ہیں۔ کہ بعض محبت کا اور بعض شہوات کا محل بنتے ہیں۔ اور بعض کی محبت اور شہوات کا یہ محل بنتا ہے۔ باہر کی دُنیا اس کے اندر آنا چاہتی ہے۔ اور اس کے اندر کی دُنیا باہر جانا چاہتی ہے۔ اس کے اندر کی محبت بیوی بچوں۔ اور
اندر کی محبت
بیوی۔ بچوں۔ اور ماں۔ باپ پر چھا جاتی ہے۔ اور بیوی۔ بچے۔ ماں باپ۔ بھائی۔ بہن کہلانے والے انسان جو اس کے لئے بیرونی دُنیا تھی۔ اس کے دل میں آکر بس جاتی ہے اور اس کے لئے ایک نیا عالم تیار ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے

اس دُنیا میں وابستگی کا سامان
پیدا ہو جاتا ہے ؛؛
پھر جہاں انسان کے اندر بھوک رکھی ہے۔ زبان کو مزے اور چکھنے کی خواہش دی ہے۔ لذت اور ذائقہ کا ذوق پیدا کیا ہے۔ وہاں باہر مختلف قسم کے جانور اور قسم قسم کے مزوں والے گوشت بھی پیدا کئے ہیں۔ زبان کا چسکا۔ اور پیٹ کی بھوک ان جانوروں پر چھا جاتی ہے۔ اور وُہ جانور گوشت بن کر اس کے پیٹ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح یہ بیرونی دُنیا پر غالب آ جاتا ہے۔ اور بیرونی دُنیا اس کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح
ایک نیا عالم
پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح بھوک اور چکھنے کی خواہش قسم قسم کی سبزیوں پر چھا جاتی ہے۔ اور دوسری طرف وُہ تڑپ رہی ہوتی ہیں۔ کہ کسی طرح انسان کے جسم میں داخل ہو جائیں۔ اور اندر جا کر ایک نیا عالم پیدا کر دیتی ہیں۔

یہی حال پھلوں اور میووں کے متعلق ہے۔ پھر جہاں اس کی آنکھ کو ذوق نظارہ بخشا ہے۔ جہاں ناک میں خوشبو سونگھنے کی طاقت رکھی ہے۔ وہاں باہر خوبصورت نظارے اور رنگا رنگ کے پھول پیدا کئے ہیں۔ اور نہایت خوشبودار مادے بنائے ہیں۔ آنکھ اور ناک کی حس جستجو کرتی ہوئی باہر آتی ہے۔ اور باہر کی خوشبوئیں اور خوبصورتیاں اس کی ناک اور آنکھ میں گھس جاتی ہیں۔ اور اس طرح پھر یہ ایک نیا عالم پیدا ہوتا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے

ایک دنیا انسان کے اندر

اور ایک اس کے باہر پیدا کی ہے مگر دونوں میں صحیح جوڑ پیدا کرنے کے لئے کچھ طریقے مقرر کئے ہیں۔ مثلاً یہ طریق مقرر کیا ہے۔ کہ گوشت کھانے کے لئے جانور کو ذبح کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرلو۔ تا جو خشونت اور سختی تمہارے دل میں دوسری جان کو مارنے سے پیدا ہوسکتی ہے وُہ دُور ہو جائے۔ تم ذبح کرنے سے پہلے خدا کا نام لیکر اقرار کرتے ہو۔ کہ اس بکرے یا مرغ یا کبوتر کو ذبح کرنے کا تمہیں کوئی حق نہ تھا۔ مگر جو اس جان کا مالک وخالق ہے۔ اس کے نام پر اور اس کی اجازت سے تم ایسا کرتے ہو۔ اور اس کے دیئے ہوئے حق کو استعمال کرتے ہو۔ اس لئے تم ظالم نہیں ہو۔ پھر

کھانے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا حکم

ہے۔ کہ شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ کئی چیزیں ایسی ہیں جنہیں ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان میں گندہ خون یا تو ہوتا ہی نہیں یا بہت کم ہوتا ہے۔ مثلاً مچھلی میں خون بہت ہی کم ہوتا ہے جس کے نکالنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ سبزیوں اور ترکاریوں میں خون بالکل ہوتا ہی نہیں۔ اس لئے کھانے سے قبل بسم اللہ پڑھنے کا حکم دیا جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ تم اقرار کرتے ہو۔ کہ تمہیں ان کے استعمال کا حق نہیں تھا۔ مگر مالک کا حکم ہے۔ اس طرح

انسان کے اخلاق سدھارنے

کا حکم دے دیا۔ اور تمہارے نفس میں سے جبر اور ظلم وتعدی کے خیالات کو دور کر دیا۔ پھر یہ بھی بتا دیا ہے کہ فلاں فلاں چیز کھاؤ۔ اور فلاں فلاں نہ کھاؤ۔ کیونکہ ان میں سے بعض کے اندر بد اخلاقیاں ہیں۔ بعض کے اندر بے دینی اور بے غیرتی ہے۔ اور بعض میں زہر ہیں۔ اب جو شخص اس طریق پر خوراک استعمال کرتا ہے۔ وہ فائدہ اٹھالیتا ہے۔ اور جو نہیں کرتا وُہ نقصان اٹھاتا ہے۔ پھر

حقوق اور ملکیت کے ذرائع

بھی بتا دیئے ہیں۔ ایک ملکیت ورثہ سے ملتی ہے۔ ایک محنت اور مزدوری سے بطور بدلہ اور جزا کے۔ اور ایک ایسی چیز کے حصول کے ساتھ جس کا اور کوئی مالک نہیں۔ جسے لُقطہ کہتے ہیں۔ یعنے بے مالک چیز کو پڑا پانا۔ یہی تین صورتیں ملکیت کی ہیں۔ آگے ورثہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک جو ماں باپ یا رشتہ داروں سے ملتا ہے اور ایک تحفہ ورثہ تحفہ کے معنوں میں بھی قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے انسان کو اپنی

نعمتوں کا وارث

کیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ فوت ہوجاتا ہے۔ اور انسان اس کے وارث ہوتے ہیں۔ بلکہ اس کے معنی تحفہ کے ہیں۔ پس ملکیت دنیا میں تین طرح ہی قائم ہوتی ہے۔ اول ماں باپ یا بزرگوں سے ورثہ یا تحفہ کے طور پر یا محنت ومزدوری کے ذریعہ۔ اس کی ایک صورت وُہ بھی ہے۔ جو اب تو نہیں مگر پہلے ہمارے ملک میں رواج تھا۔ کہ ایک چیز کے بدلہ میں دوسری لے لی جاتی تھی۔ مثلاً ساگ پات کے بدلہ میں عورتیں دانے لے لیتی تھیں۔ تو محنت مزدوری خواہ روپیہ کی صورت میں وصول کی جائے۔ یا ادل بدل کی صورت میں۔ اس طرح بھی ملکیت قائم ہوجاتی ہے تیسری صورت ملکیت کی لقطہ ہے یعنی کوئی ایسی چیز مل جائے۔ جسکا انسانوں میں سے کوئی مالک نہ ملے۔ مثلاً کوئی قوم کسی ایسے جنگل میں جا پڑے۔ جو کسی کی ملکیت نہ ہو۔ تو وُہ اس کی مالک ہو جائے گی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اگر جنگل میں کوئی بھیڑ اکیلی پھر رہی ہو۔ جہاں بھیڑیئے بھی ہو۔ تو تم اس کے مالک کو آواز دے کر اور تلاش کرنے کے بعد اسے لے سکتے ہو۔ آخر اسے بھیڑیئے نے ہی کھا جانا ہے۔ پس کیوں نہ تم ہی کھا لو۔ تو دنیا میں یہ تینوں ذرائع جائز ملکیت کے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کو استعمال نہ کرے۔ تو یا تو وہ مالک ہی نہ بن سکے گا۔ یا پھر اس کی ملکیت ناجائز ہوگی۔ جیسے کوئی چوری کرکے کسی کی چیز لے لے۔ یا جبراً چھین لے پس

وراثت۔ محنت یا لقطہ

کے سوا یا تو انسان محروم رہے گا۔ اور یا ناجائز طور پر مالک بنے گا۔ محروم کی مثال تو یہ ہے۔ کہ کوئی انسان محنت نہ کرے۔ اور ہاتھ پیر توڑ کر گھر میں پڑا رہے۔ تو وہ ضرور فاقوں مرے گا۔ مگر جو خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ ذرائع استعمال کرے گا۔ اسے ملکیت حاصل ہو جائیگی جائداد کا ورثہ میں ملنا انسان کے اپنے اختیار میں نہیں۔ اسی طرح لقطہ بھی اس کے اختیار میں نہیں۔ مگر محنت اس کے اختیار میں ہے۔ اور محنت کرکے وُہ ملکیت حاصل کرسکتا ہے۔ اس کے سوا اتفاقی طور پر ملے تو ملے ورنہ محروم ہی رہے گا۔ اور اس کی مثال ایسی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے روٹی کھانے کے لئے مونہہ بنایا ہے۔ اب اگر کوئی انسان عمدہ پلاؤ پکا کر کان میں ڈالنے لگ جائے تو اس کا پیٹ نہیں بھرے گا۔ یا نہایت خوشبودار گلاب کا پھول لے کر اسے سونگھنے کے بجائے پاؤں کے نیچے جراب کے اندر رکھ لے۔ یا کسی عمدہ نظارہ کو دیکھنے کے بجائے اس پر مونہہ مارنا شروع کر دے۔ یا کسی چیز کی ملائمت کو محسوس کرنے کے لئے اس پر ناک رگڑنے لگے۔ تو ایسا انسان احمق کہلانے کے علاوہ محروم بھی رہے گا۔

میں دیکھتا ہوں کہ تم میں سے بہت سے ان باتوں کو سن کر مسکرائیں گے کہ ایسا بے وقوف کون ہوسکتا ہے۔ مگر تم میں سے بہت سے ہیں۔ جو ایسے ہی بے وقوف ہیں۔ انسان کی عادت ہے۔ کہ وہ

دوسروں کی باتیں سنکر

ان پر ہنستا ہے۔ مگر اسے یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ وُہ معاملہ دراصل اس کا اپنا ہی ہوتا ہے۔ مثال تو بُری ہے۔ اور جنہوں نے یہ کام کیا اچھا نہ کیا۔ لیکن

مثال کے طور پر

بیان کرتا ہوں۔ میں نے سنا ہے بعض لوگوں نے کسی اپنے دوست سے مذاق کیا۔ اور چمگادڑ یا ایسا ہی کوئی جانور پکا کر کھلا دیا۔ اسے معلوم تھا۔ کہ ایسا گوشت پکایا گیا ہے۔ مگر وہ سمجھتا تھا۔ کہ یہ اسے نہیں بلکہ دوسرے شخص کو دیا گیا ہے۔ اس لئے وہ خود وہی گوشت کھاتا بھی جاتا تھا مگر یہ سمجھ کر کہ وُہ اس کے ساتھی کے آگے ہے۔ اسے مذاق بھی کرتا جاتا تھا۔ کہ

کیسا اچھا اور لذیذ گوشت

ہے۔ کیسا عمدہ پلاؤ ہے۔ حالانکہ جس چیز پر وُہ اپنے ساتھی کو مذاق کر رہا تھا۔ وہ دراصل خود کھا رہا تھا۔ تو دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو

دُوسرے کی بات پر ہنستے

ہیں۔ مگر یہ خیال نہیں کرتے۔ کہ وہ خود اس کے زیادہ مرتکب ہوئے ہیں ؎

اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اگر تم کسی شخص کو تصویر کو دیکھنے کے بجائے سونگھتا ہوا دیکھو۔ اور آواز کو سننے کے بجائے اسے سونگھنے کی کوشش کرتا ہوا پاؤ۔ اور خوشبو کو سونگھنے کے بجائے دیکھنے کی کوشش کرتے دیکھو۔ اور ملائمت کو زبان سے چکھنے کی کوشش میں پاؤ۔ اور مٹھاس یا کھٹاس کا پتہ لگانے کے لئے ہاتھ کا استعمال کرتے دیکھو۔ تو فوراً قہقہہ لگا کر کہدو گے۔ کہ یہ شخص پاگل ہو گیا ہے۔ مگر کیا ہی عجیب بات ہے۔ کہ تم میں سے اکثر اس چیز کو جسے وہ کسی کھانے والی یا سونگھنے والی۔ یا دیکھنے والی چیز سے بہت زیادہ قیمتی سمجھتے ہیں اور جس کے لئے کئی ایک نے اپنی جائدادیں چھوڑ دی ہیں۔ ماں۔ باپ بھائی۔ بہن۔ اور رشتہ داروں کو ترک کر دیا ہے۔ اور وہ ظاہری قربانیاں جو انسان پر گراں گذرتی ہیں۔ وہ اس چیز کی

خواہش کو پورا کرنے کے لئے

ان پر آسان ہو گئیں۔ اور اس کے لئے ان کی قربانیوں نے ثابت کر دیا ہے کہ اس کی قیمت ان کے دلوں میں بہت زیادہ ہے۔ اور بظاہر وہ اس کے حصول کے لئے بے تاب نظر آتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ ان کو نہیں ملتی۔ لیکن وہ یہ معلوم کرنے کی کوئی کوشش نہیں کرتے۔ کہ کیوں نہیں ملتی۔ خدا تعالےٰ تو فرماتا ہے۔ کہ مجھ سے مانگو۔ تو میں دوں گا۔ مگر تم مانگتے بھی ہو۔ اس کے لئے قربانی کرتے بھی نظر آتے ہو۔ مگر وہ ملتی نہیں۔ اور اگر تم

قرآن کریم۔ حدیث اور عقل وعلم کے ماتحت

غور کرو۔ تو اس سوال کا ایک ہی جواب تمہیں ملے گا۔ کہ تمہاری کوشش غلط طور پر ہو رہی ہے۔ دنیا میں انسان کو ناکامی ہمیشہ یا تو اس لئے ہوتی ہے۔ کہ اس کے اندر خواہش نہیں ہوتی۔ یا اس لئے کہ وہ جدوجہد نہیں کرتا۔ اور یا پھر اس لئے کہ وہ چیز ہی نہیں ہوتی۔ لیکن اگر یہ تینوں باتیں ہوں۔ تو

ناکامی کی صرف ایک ہی وجہ

ہو سکتی ہے۔ کہ جدوجہد غلط طور پر ہو رہی ہے۔ جب پانی بھی موجود ہو اس پر قبضہ بھی ہو۔ اور پیاس بھی لگی ہو۔ تو پھر بھی اگر پیاس نہ بجھے۔ تو اس کے صاف معنے یہی ہو سکتے ہیں۔ کہ جدوجہد غلط ہے۔ اور ممکن ہے۔ پیاس بجھانے کی کوشش کرنے والا بجائے مونہہ میں پانی ڈالنے کے ناک یا کان میں ڈال رہا ہو۔

میں نے تم کو

تحریک جدید کی شروع کی تحریکوں میں

یہ بتایا تھا۔ کہ صحیح مذہبی ترقی کے لئے سچائی ضروری چیز ہے۔ اور اس کے ساتھ اللہ تعالےٰ پر کامل توکل اور نڈر ہو جانا بھی بہت ہی ضروری ہے اور میرے نقطۂ نگاہ سے تو

سچائی اور بے خوفی ایک ہی چیز ہے

جو بے خوف ہو۔ وہ ضرور سچا ہو گا۔ اور جو سچا ہو۔ وہ ڈر نہیں سکتا۔ سچ کو چھوڑتا ہی انسان ڈر کی وجہ سے ہے خواہ وہ ڈر جان کا ہو۔ یا مال کا۔ یا عزت کا۔ جو انسان ڈرتا نہیں۔ وہ جھوٹ کبھی نہیں بول سکتا۔ اور جو جھوٹ نہیں بولتا۔ وہ ضرور نڈر ہو گا۔ سچائی ہمیشہ

امن کا موجب

ہی نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ بیسیوں مواقع ایسے آتے ہیں۔ کہ سچائی مال وجان کے لئے وطن کے لئے رشتہ داروں کے لئے۔ اور عزت کے لئے خطرہ کا موجب ہو جاتی ہے۔ اور جو ان حالات میں سچائی پر قائم رہتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ بزدل ہے۔

سچائی اور بے خوفی اگرچہ دو علیحدہ علیحدہ خلق ہیں۔ مگر ان کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہے جہاں سچ ہو گا۔ وہیں بے خوفی ہو گی۔ اور جہاں بے خوفی ہو گی۔ وہیں سچ ہو گا۔

بے شک تم ایسی مثالیں پیش کر سکتے ہو۔ کہ جن میں بظاہر بے خوفی ہے۔ مگر سچ نہیں۔ لیکن اگر ذرا گہرا غور کرو۔ تو معلوم ہو جائے گا کہ وہاں حقیقی بے خوفی نہ تھی۔ تہور تھا۔ مگر جرأت نہیں تھی۔ ڈاکو اور چور ہمیشہ جھوٹ بولتے ہیں۔ قاتل قتل کرنے کے بعد جھوٹ بولتے ہیں۔ بظاہر وہ بہادر نظر آتے ہیں۔ لیکن اگر تم غور کرو۔ تو درحقیقت وہ بہادر نہیں ہوتے۔ بزدل ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس میں کیا شک ہے۔ کہ جب ایک

ڈاکو یا قاتل

ڈاکہ یا قتل سے انکار کر رہا ہوتا ہے۔ اس وقت وہ یقیناً ڈر رہا ہوتا ہے۔ جب ایک ڈاکو کہتا ہے میں نے ڈاکہ نہیں مارا۔ یا چور کہتا ہے۔ میں نے چوری نہیں کی۔ یا قاتل قتل سے انکار کرتا ہے۔ تو اسی لئے تو کرتا ہے۔ کہ وہ ڈرتا ہے۔ کہ میں پکڑا نہ جاؤں۔ اور اس صورت میں تم کس طرح کہہ سکتے ہو۔ کہ وہ نڈر تھا۔ کیونکہ جب ڈرنے کا موقعہ آیا۔ وہ ڈر گیا۔ پس گو بظاہر بعض مواقع پر یہ دونوں چیزیں اکٹھی نظر آتی ہیں۔ مگر حقیقتاً یہ ظاہر بین نگاہ کی غلطی ہوتی ہے حقیقت یہی ہے۔ کہ

بے خوفی اور جھوٹ کبھی جمع نہیں ہو سکتے

در سچ۔ اور بے خوفی کبھی جدا نہیں ہو سکتے۔

میں نے جماعت کے دوستوں کو نصیحت کی ہے۔ کہ سچائی کی طرف زیادہ توجہ کریں۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ جو لوگ میرے مخاطب تھے انہوں نے ابھی تک اپنی اصلاح نہیں کی۔ یاد رکھو۔ کہ سچ کے معنے یہی نہیں ہوتے۔ کہ ہر بات دوسروں کو کہتے پھرو۔ ایسا کرنا تو بعض دفعہ بے حیائی ہو جاتی ہے۔

سچ کے معنے

یہ ہیں۔ کہ جو کہو۔ درست اور صحیح کہو۔ اگر تم کسی بات کو ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ تو کہدو۔ کہ میں یہ ظاہر نہیں کر سکتا۔ لیکن جب کوئی بات بتا دو۔ تو پھر اس حقیقت کے مطابق بتاؤ۔ جو خدا تعالےٰ سکھاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص

لڑنے کا عادی

ہے۔ اور جھوٹ بولنے کا بھی۔ وہ تم سے جھگڑتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ کیا میں جھوٹ بولتا ہوں۔ تو تم اگر اسے کہتے ہو۔ کہ نہیں۔ تم تو بڑے سچے آدمی ہو۔ تو تم جھوٹ بولتے ہو۔ اور اگر کہدو۔ کہ ہاں واقعی تم جھوٹے ہو۔ تو لڑائی ہوتی ہے۔ اس لئے تم اسے کہہ سکتے ہو کہ سچ یا جھوٹ بولنا تمہارا اپنا فعل ہے اس لئے تم خود جان سکتے ہو۔ کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ یا سچ۔ میں اس کے متعلق کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتا۔ اور اس طرح تم اس حالت سے صاف نکل سکتے ہو۔ بغیر جھوٹ بولنے اور بغیر فساد کرانے کے۔ پس سچ کے معنے یہ ہیں۔ کہ جو کہو۔ ٹھیک کہو اور جس چیز کے ظاہر کرنے کی تمہیں شریعت یا مصلحت اجازت نہیں دیتی۔ اس کے متعلق تم صاف کہہ سکتے ہو۔ کہ اس کے متعلق تمہیں پوچھنے کا کوئی حق نہیں۔ بعض جگہ انکار بھی انسان کو جھوٹ بلوا دیتا ہے یا مصیبت میں پھنسا دیتا ہے۔

بچے کھیلتے ہیں اور چھپتے ہیں۔ تلاش کرنے والا کسی سے پوچھتا ہے۔ کہ کہاں چھپے ہوئے ہیں۔ اس کے جواب کے دو ہی طریق ہیں وہ کہہ دیتا ہے کہ میں نہیں بتاتا۔ پھر وہ پوچھتا ہے کہ فلاں جگہ ہیں وہ کہتا ہے نہیں۔ پھر وہ پوچھتا ہے۔ کہ اچھا فلاں جگہ ہیں۔ پھر بھی وہ کہہ دیتا ہے نہیں۔ پھر وہ تیسری جگہ کے متعلق پوچھتا ہے کہ وہاں ہیں وہ کہہ دیتا ہے نہیں۔ پھر وہ ایک جگہ کے متعلق پوچھتا ہے۔ کہ کیا وہاں ہیں اور وہ خاموش ہو جاتا ہے۔ تو پوچھنے والا سمجھ لیتا ہے۔ کہ بس وہ اسی جگہ ہوں گے۔ پس

نہ کہہ کر بھی تم ہاں کر سکتے ہو

ایک شخص کی تین جیبیں ہیں۔ ایک جیب کے متعلق وہ کہہ دیتا ہے۔ کہ اس جیب میں نہیں۔ پھر دوسری کے متعلق کہتا ہے۔ کہ اس میں بھی نہیں۔ اس پر بھی اگر دوسرا نہیں سمجھتا۔ کہ وہ تیسری جیب میں ہے۔ تو وہ بڑا ہی بے وقوف ہے۔ ایک قصہ مشہور ہے کہ دو بے وقوف کہیں جمع ہو گئے ایک نے دوسرے سے کہا۔ کہ اگر تم یہ بتا دو۔ کہ میری جھولی میں کیا ہے۔ تو میں ایک انڈا تم کو دے دوں گا۔ اور اگر یہ بتا دو۔ کہ کتنے ہیں تو دس کے دس ہی تمہیں دے دوں گا۔ آگے سننے والا بھی ویسا ہی تھا۔ اس نے کہا کہ کوئی اتا پتا بتاؤ تو میں کچھ سمجھ سکتا ہوں۔ یوں میں کوئی عالم الغیب نہیں ہوں۔ کہ سمجھ سکوں۔ اس پر پہلے نے کہا کہ کچھ زرد زرد اور کچھ سفید سفید چیز اس کے اندر ہے۔ اس کا مطلب انڈے کی زردی اور سفیدی سے تھا۔ مگر دوسرے نے جھٹ جواب دیا۔ کہ کچھ گاجریں اور کچھ مولیاں ہونگی تو بسا اوقات انسان انکار بھی نہیں کرتا۔ مگر بتا بھی جاتا ہے۔ گویا زیادہ "نہیں" مل کر ایک ہاں بن جاتی ہے۔ پس تم موقعہ پر نہیں اور ہاں دونوں کے کہنے سے انکار کر سکتے ہو۔ کیونکہ جس کو خدا تعالیٰ نے پوچھنے کا حق نہیں دیا۔ تمہارا حق ہے۔ کہ اس کے سوال کا جواب نہ دو۔ لیکن اگر جواب دو تو پھر سچا ہی جواب دو۔ میں نے کئی بار بتایا ہے۔ کہ

سچ کے بغیر

کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ مگر تم اپنے نفسوں کو ٹٹولو۔ کہ کیا تم نے سچ بولنے کی عادت پیدا کر لی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ کئی لوگ میرے پاس آکر کہہ دیتے ہیں۔ کہ فلاں شخص نے اس اس طرح کہا۔ تو ہم نے آگے اس سے اس اس طرح بات بنا کر جواب دے دیا۔ گویا وہ بے تکلفی سے میرے ہی سامنے اپنے جھوٹ کا اقرار کر جاتے ہیں۔ اور میں خاموشی سے ان کا مونہہ دیکھتا رہتا ہوں۔ کیونکہ گو انہیں اپنے جھوٹ کے اظہار سے شرم نہیں آتی مگر مجھے یہ کہنے سے شرم آ جاتی ہے کہ پھر تو آپ

اقراری جھوٹے

ہوئے۔ ہاں اپنے دل میں کہتا ہوں۔ کہ میں اس بے شرم کو کیا کہوں۔ پس یاد رکھو کہ سچائی اور بے خوفی قومی ترقی کے لئے ضروری چیزیں ہیں۔ جس قوم میں ڈر ہے وہ کبھی نہیں جیت سکتی۔ کیونکہ اس میں سچائی اور توکل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے

سچائی اور بے خوفی کی عادت

ڈالو۔ اور یاد رکھو کہ کوئی انسان دنیا میں ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔ خدا اور اس کے دین کے لئے کسی انسان کی جان جانے کا موقعہ ہو۔ لیکن وہ اپنی جان بچانے کی فکر کرے۔ تو اسے کیا معلوم کہ آگے جاتے ہی خود بخود اس کی جان نکل جائے ایک انسان کو شہادت کا موقعہ اللہ تعالیٰ دے۔ مگر وہ اس سے بھاگے۔ تو کیا معلوم کہ وہاں سے ہٹتے ہی اسکا ہارٹ فیل ہو جائے۔ اور وہ مر جائے۔ خدا تو اسے ایک قیمتی چیز بنانا چاہے مگر وہ اس سے تو اپنے آپ کو بچائے لیکن آگے جا کر مردہ گدھے کی طرح گر پڑے۔ اسی طرح

مالی قربانی کے متعلق

بھی ہے۔ ہر شخص اپنی زندگی میں دیکھ سکتا ہے اور ہر ایک نے دیکھا ہے کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اس کا روپیہ کبھی ضائع نہیں ہوا۔ بسا اوقات خرید و فروخت میں نقصان ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات کوئی جائداد تباہ ہو جاتی ہے اور بعض اوقات فصلیں خراب ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اگر موقعہ ملے۔ تو کیوں نہ اپنے اموال کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیا جائے۔ تا اللہ تعالیٰ کی رضا تو حاصل ہو جائے۔ ہندوستان میں مسلمان بادشاہ رہے ہیں۔ آج تم کنگال سہی۔ غریب سہی بے کس اور بے بس سہی۔ مگر یہ خیال تو دماغوں سے نہیں مٹ سکتا۔ کہ دو چار سو سال قبل تمہارے باپ دادا بحیثیت قوم بادشاہ تھے۔ بحیثیت افراد نہ سہی آخر قوم میں سے ایک ہی بادشاہ ہوتا ہے آج انگریزوں میں سے بھی ایک ہی بادشاہ ہے۔ پھر بھی ساری قوم شاہی قوم سمجھی جاتی ہے۔ مگر

مسلمانوں کی بادشاہت

آج کہاں ہے۔ جب وہ مٹنے پر آئی تو کوئی چیز اسے نہ سنبھال سکی۔ اور وہ اسی طرح مٹی تھی۔ کہ جن کے پاس تھی۔ وہ اپنی جانوں اور مالوں کی بہت بڑی قیمت سمجھنے لگے تھے۔

غدر کے واقعات

میں لکھا ہے۔ کہ زینت محل جو بہادر شاہ کی چہیتی بیوی تھی۔ وہ انگریزوں سے ملی ہوئی تھی۔ وہ چاہتی تھی۔ کہ اس کا لڑکا جو چھوٹا تھا۔ اور رواج کے مطابق باپ کے بعد بادشاہ نہ ہو سکتا تھا۔ انگریزوں کی مدد سے اسے بادشاہ بنوا دے۔ ایک موقعہ پر باغیوں نے ایک ایسی جگہ توپ نصب کی۔ کہ انگریزی فوج بالکل قابو آ گئی۔ اسے

سخت نقصان پہنچنے کا خطرہ

تھا۔ انگریزوں نے زینت محل کو کہلا بھیجا۔ کہ آج مدد کا وقت ہے۔ اس نے جھٹ شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ میرا دل دھڑکتا ہے۔ اور اگر یہاں سے توپ چلائی گئی۔ تو میں مر جاؤں گی۔ بادشاہ نے بہت منت سماجت کی۔ اور اسے سمجھایا۔ مگر وہ نہ مانی۔ ادھر بادشاہ بھی انہی لوگوں میں سے تھا۔ جن کے نزدیک

عورت کی قیمت حکومت سے زیادہ

ہوتی ہے۔ اس لئے اس نے توپ کو وہاں سے اٹھوا دیا۔ زینت محل اس خوف کے اظہار میں جھوٹی تھی۔ تو بھی اور اگر سچی تھی تو بھی۔ بہر حال بادشاہ کے اس کی جان بچانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے

اٹھارہ نوجوان شہزادوں کے سر

خوان پوشوں میں رکھ کر اس کے سامنے پیش کئے گئے۔ اور پیش کرنے والے افسر دن کو سوٹیوں سے ہلا ہلا کر اسے بتاتے تھے۔ کہ یہ تمہارے فلاں شہزادے کا سر ہے۔ اور یہ فلاں کا۔ اگر اس وقت بہادر شاہ نظام اور حکومت کے مقابلہ میں بیوی کی جان کی پروا نہ کرتا۔ تو کون کہہ سکتا ہے۔ کہ

آج ہندوستان کا نقشہ

کیا ہوتا۔

پس جو قومیں اپنی جان بچانا چاہتی ہیں وہی مرتی ہیں۔ اور جو اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر لئے پھرتی ہیں

وہی ہمیشہ زندہ

رہتی ہیں۔ اسی طرح جو قومیں اپنے مال چھپاتی ہیں۔ وہی لوٹی جاتی ہیں۔

اور جو اپنے مال ہتھیلی پر لئے پھرتی ہیں۔ ان سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ ہر ایک تم میں سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ کونسا زمیندار کماتا ہے وہ جو اپنا غلہ اٹھا کر کھیت میں پھینک آتا ہے۔ یا وہ جو گھڑوں اور مٹکوں میں اسے محفوظ رکھتا ہے۔ جو گھڑوں میں بند کر کے رکھا جاتا ہے۔ اسے یا تو وہ خود کھا لیتا ہی یا کیڑا کھا جاتا ہے۔ مگر جو کھیت میں ڈالا جاتا ہے۔ باوجودیکہ لوگ اسے پاؤں تلے روندتے ہیں۔ پرند اور چرند بھی اسے کھاتے ہیں۔ مگر پھر بھی سینکڑوں گنا ہو کر گھر میں آتا ہے۔

پس اپنے آپ کو نڈر بناؤ

اگر تحریک جدید سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو۔ اور اپنے آپ کو صادق القول بناؤ اگر اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو۔ اگر تم نڈر ہو جاؤ۔ تو دنیا تم سے ڈریگی۔ اور اگر تم صادق القول بن جاؤ۔ تو منافق تم سے ڈرینگے۔ منافق اسی لئے دلیر ہوتا ہے۔ کہ وہ سمجھتا ہے۔ میرا دوست جھوٹ بول کر مجھے بچا لیگا۔ اور اگر تم یہ دونوں صفات اپنے اندر پیدا کر لو۔ تو نہ بیرونی دشمن اور نہ اندرونی تم پر قابو پا سکتا ہے لیکن اگر یہ باتیں تمہارے اندر پیدا نہیں ہوتیں۔ تو تمہاری مثال اس شخص کی ہوگی جو گلاب کی خوشبو کو دیکھنا چاہتا ہے جو ترنم کی خوش آواز کو چھونا چاہتا ہے۔ جو مخمل کی ملائمت کو چکھنا چاہتا ہے۔ تم ایسے شخص پر ہنستے ہو۔ مگر یہ نہیں جانتے۔ کہ تم خود ایسے ہی ہو۔ تم اسی دروازے سے داخل ہو کر ترقی کر سکتے ہو۔ جو خدا نے کھولا ہے۔ اور جسے خدا نے بند کیا ہے۔ تم اسے نہیں کھول سکتے۔ اچھی طرح یاد رکھو کہ تم خدا کے کھولے ہوئے دروازے سے داخل ہو کر اور اس کے بند کئے ہوئے دروازے سے مڑ کر ہی کامیاب ہو سکتے ہو۔ اگر تم اس کے بند کئے ہوئے دروازے سے داخل ہونے کی کوشش کروگے تو تمہارے لئے

سوائے رونے اور دانت پیسنے کے

کچھ نہ ہوگا۔ اور اگر اس کے کھولے ہوئے دروازے سے داخل ہونے کی کوشش کروگے۔ تو بے شک اس میں تلواریں لٹک رہی ہیں۔ بھیانک نظارے اور خونخوار درندے ہیں۔ مگر جونہی تم قدم رکھوگے۔ وہ جادو کی طرح اڑ جائیں گے۔ خدا تعالےٰ نے اپنی جنت کو دوزخ کے نیچے چھپایا ہے۔ اور دوزخ کو دنیا کی جنت کے نیچے چھپایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے قرآن کریم کی آیت وان منکم الاوارِدھا کے یہی معنے کئے ہیں۔ کہ کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ جہنم میں سے نہ گزرے۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے:۔ کہ اس میں صرف کفار کا ذکر ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے مراد سب انسان ہی لئے ہیں لیکن معنوں سے دوسرے مفسروں سے اختلاف کیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں۔ کہ کافر اگلے جہان کی جہنم سے گزر کر جنت میں داخل ہوتا ہے۔ لیکن مومن

اِس دنیا کی جہنم

سے گزر کر جنت میں داخل ہوتا ہے۔ اور کوئی مومن جنت میں نہیں جا سکتا جب تک وہ دوزخ میں سے نہ گزرے یعنی اس دوزخ سے جو اس دنیا میں ہے۔ پس یاد رکھو۔ کہ ہر وہ شخص جو خدا کے لئے دوزخ میں کودتا ہے۔ وہ آنکھیں کھولے گا۔ تو خدا تعالےٰ کی گود میں ہوگا۔ وہ اپنے آپ کو مرنے کے لئے پیش کرے گا۔ مگر اسے

ابدی زندگی

دی جائے گی۔ وہ اپنے آپ کو مٹانے کے لئے آگے بڑھتا ہے۔ مگر اسے بقا کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ یہی رستہ ہے۔ جس پر چل کر تم کامیاب ہو سکتے ہو۔ اور جو اس کے بغیر کسی اور رستہ پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ پہاڑ سے ٹکراتا ہے۔ وہ اپنا سر تو چکنا چور کر لے گا۔ مگر کامیابی کا رستہ ہرگز نہیں پا سکے گا ؂

سکندرآباد میں تبلیغ احمدیت

اہلحدیث کی جانب سے گذشتہ سال جب مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی طلب کئے گئے۔ اور پبلک تقاریر کے ذریعہ ایک ایسا ماحول پیدا کرنا چاہا۔ جو جماعت احمدیہ کے لئے ناخوشگوار تھا تو حکام کوتوالی نے حفظ امن کے لئے مولوی صاحب کے طرز تکلم پر پابندی عائد کر دی لیکن گذشتہ دسمبر ۱۹۳۶ء کے آخری عشرہ میں یہ موقع پا کر کہ اکابرین جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے قادیان شریف چلے گئے ہیں۔ اہلحدیث سکندرآباد نے میر صاحب سیالکوٹی کو پھر بلا لیا۔ اور تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ جماعت احمدیہ کو یہ یقین تھا۔ کہ گذشتہ دفعہ جو طرز عمل اہالیان کوتوالی کا تھا۔ وہی اس دفعہ بھی رہیگا۔ لیکن رفتہ رفتہ معلوم ہونے لگا۔ کہ جماعت احمدیہ کی کھلی کھلی دل آزاری کی جارہی ہے۔ اولاً ہم نے کافی صبر و ضبط سے کام لیا۔ اور سمجھا۔ کہ حکومت کی مشینری خود حرکت میں آئیگی۔ لیکن جب ہماری خاموشی کا ناجائز فائدہ اٹھایا جانے لگا۔ اور مولوی صاحب کی بیباکی حد سے بڑھنے لگی۔ تو ہم نے اس امر کا انتظام کیا۔ کہ مخالفت و اعتراضات کی قلعی کھولی جائے۔ ہم نے مقامی اصحاب حیدرآباد کی جن میں مولوی محمد لقمان صاحب و مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل وکیل و مولوی عبدالقادر صاحب صدیقی شامل ہیں۔ مسائل و عقائد احمدیت و جوابات اعتراضات کے عنوانات پر اکسفورڈ اسٹریٹ متصل باغ عامہ چار روز مسلسل تقریریں کرائیں اور جناب صدر مولوی سید بشارت احمد صاحب وکیل ہائیکورٹ کی بصیرت افروز تقریریں جو مسائل متعلقہ کی نسبت آسان فیصلہ کن تھیں۔ وہ مستقل تقریروں کے علاوہ تھیں۔ پھر اس امر کے مدنظر کہ پبلک ذہنیت اس امر کی متلاشی ہے۔ کہ جیسے پنجاب سے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی آئے ہیں۔ اسی طرح علمائے جماعت احمدیہ آئیں۔ جو مولانا کو جواب دیں۔ تو ہم نے ناظر صاحب دعوۃ تبلیغ کی خدمت میں درخواست کی۔ کہ وہ مبلغین روانہ فرمائیں۔ چنانچہ مولوی علی محمد صاحب اجمیری جو حیدرآباد و سکندرآباد میں "ہمارا مذہب" بجواب "قادیانی مذہب" مصنفہ پروفیسر الیاس برنی صاحب جامعہ عثمانیہ شائع ہونے کیوجہ سے کافی شہرت رکھتے ہیں۔ اپنے رفیق مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل کیساتھ تشریف لائے۔ ہمارے علما کے آنے سے پہلے مولوی ابراہیم صاحب کو اور جماعت اہلحدیث کے افراد کو ان کی آمد کی اطلاع دیدی گئی تھی۔ لیکن مولوی ابراہیم سیالکوٹی سکندرآباد سے روانہ ہو گئے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب موصوف کو احقاق حق منظور نہ تھا اور پبلک کی خواہش کو انہوں نے نہایت بیدردی کے ساتھ ٹھکرا دیا۔ اور بالمقابل اور رُو در رُو ہو کر تبادلہ خیال کی جرأت نہ کی۔ مولوی علی محمد صاحب اجمیری و مولوی محمد صادق صاحب مبلغ اسلام سماٹرا نے مسلسل تین دن اسی مقام پر جہاں مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی تقریریں کیا کرتے تھے۔ زائکشن ہال رحیم خاں صاحب سکندرآباد میں مسائل احمدیت پر میر سیالکوٹی کی مصنفہ کتب کے حوالہ جات سے بسوط و سیر کن بحثیں کیں جن سے حیدرآباد و سکندرآباد کی شوقین و انصاف پسند پبلک پر نہایت اچھا اثر ہوا۔ بلکہ بعض نے یہاں تک کہا کہ مولوی ابراہیم صاحب کی تقریروں میں سوائے گالیوں کے اور طعن و تشنیع کے کچھ نہیں ہوتا تھا۔ لیکن جماعت احمدیہ کے جلسوں میں ہمیں ٹھوس معلومات اور علم میں حقیقی اضافہ حاصل ہوا ہے۔

اللہ تعالےٰ کا شکر و احسان ہے۔ کہ اس دفعہ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی آمد

(از نامہ نگار حیدرآباد دکن)

دنیائے مذہب پر نظر

احمدیہ مشن لنڈن کے متعلق ایک انگریز کے تاثرات

انگلستان کے مشہور روزنامہ "ڈیلی ہیرلڈ" میں ایک معزز انگریز [illegible] نے احمدیہ مشن لنڈن کی تبلیغی مساعی کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ جن کا ترجمہ قارئین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ لکھا ہے۔

انگلستان جس نے کئی صدیوں تک ملحد ممالک میں اپنے مشنری بھیجے تھے۔ خود ایک "ملحد" سرزمین بن گیا ہے۔ اور اب دوسرے ممالک سے یہاں مبلغ آ رہے ہیں۔ ... ساؤتھ فیلڈ میں آمدورفت رکھنے والے لوگوں نے جن کی نظر مسجد لنڈن کے سفید گنبد پر پڑتی رہتی ہے۔ شاید یہ خیال کیا ہو۔ کہ اس کا مقصد ان مسلمانانِ مشرق کی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ جو اپنے آپ کو بخیال خویش ایک ملحد سرزمین میں عارضی قیام کی حیثیت میں پاتے ہیں لیکن شاید وہ یہ سن کر حیران ہوں گے۔ کہ دو ہزار کے قریب انگریز اسلامی خیالات کے متعلق دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور تین سو کے درمیان ایسے لوگ ہیں جو حقیقت میں عیسائیت کو ترک کر کے مسلمان بن چکے ہیں۔ میں ان حقائق کے متعلق مسجد احمدیہ لنڈن کے امام مسٹر اے۔ آر۔ درد سے آگاہی حاصل کر رہا تھا۔ کہ ایک سنجیدہ مزاج لڑکی۔ ایسی لڑکی جو لنڈن کے پرسکون اکناف کے کسی بازار میں آپ کو نظر آئیگی۔ نیلگوں ریشمین فراک زیب تن کئے گھاس پر سے گزرتی ہوئی آئی۔ وہ مس سکینہ (سابق ایلا) بینکس تھی جو عیسائیت کو ترک کر کے دین اسلام کی حلقہ بگوش بن چکی ہے۔ اس کے اور اس کی ہمشیرہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد اس کے والدین اور دو چھوٹی بہنوں نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے۔ انہوں نے اپنے عیسائی اسماء ترک کر دیئے ہیں۔ اور اسلامی نام رکھ لئے ہیں اس خاندان کے لوگ باقاعدہ مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں۔ عربی میں دعا مانگتے اور قرآن کو اس کی اصلی زبان میں پڑھنا سیکھ رہے ہیں۔

سکینہ بینکس بچوں کی نرس کے طور پر اپنا گذارہ کرتی ہے۔ اور اس کی ایک ہمشیرہ لنڈن کے ایک دفتر میں ملازم ہے۔ مسجد احمدیہ لنڈن کے زیر انتظام دس آنریری مبلغ ہیں۔ جن کا کام لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام بنانا ہے۔ آپ انہیں ہر اتوار کی صبح کو کھلی فضا میں تقریریں کرتے ہوئے دیکھیں گے۔ شام کو وہ لیکچر دیتے ہیں۔ یا اپنے رفقاء میں سرگرم عمل نظر آتے ہیں۔

مسجد احمدیہ لنڈن کے امام نے مجھے بتایا کہ اسلام موجودہ عیسائیت سے بہت زیادہ پس ماندہ۔ غریب اور مزدور طبقہ کا حامی ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کو سود پر روپیہ قرض دینے کی سخت ممانعت ہے۔ دنیائے اسلام میں کوئی ایسی خون آشام جماعت نہیں جو حصص اور سود وغیرہ کی صورت میں دوسروں کا خون چوستی ہو۔ وہ جو بنک میں روپیہ جمع کراتے ہیں وہ نہ صرف یہ کہ سود نہیں لیتے۔ بلکہ ہر سال اس کا ایک حصہ غربا کو ادا کرنے پر مجبور ہوتے ہیں پھر مسلمان عورت کو خاوند کی طرح خلع کے مساوی حقوق حاصل ہیں چنانچہ اگر بیوی اور خاوند اکٹھے نہ رہ سکتے ہوں۔ تو بیوی خلع کے ذریعہ علیحدگی حاصل کر سکتی ہے۔ اسلامی ممالک میں شادی شدہ عورتیں عیسائی ممالک میں عورتوں کے املاک کے متعلق قوانین کے نفاذ سے بہت پیشتر مذہب کی رو سے اپنے املاک کی مالک اور ان کی نگران و منتظم متصور ہوتی ہے۔

انگلستان میں قانون طلاق کی اصلاح

انگلستان کی پارلیمنٹ میں طلاق کے قوانین میں مزید اصلاحات کرنے کے لئے جو بل پیش ہوا۔ اس کی انگلستان کے تمام طبقات یہاں تک کہ آقایان چرچ نے بھی تائید کی ہے یعنی انہوں نے بھی عیسائیت کی اس تعلیم کو کہ صرف زنا کی صورت میں طلاق جائز ہے۔ اپنے عمل سے غلط ثابت کر دیا۔ اور اسلام کے اصول شادی و طلاق کی فضیلت و برتری پر مہر تصدیق ثبت کر دیا۔ بل کے متعلق دوسری خواندگی کی تحریک کے موقعہ پر کئی ارکان نے اس کے متعلق بعض دلچسپ خیالات کا اظہار کیا۔

مسٹر ڈی لابیئر (Mr. De la Bere) نے کہا کہ کنٹربری کے اسقف اعظم اور لارڈ چیف جسٹس نے اظہار خیالات کرتے ہوئے اصلاح پر زور دیا ہے۔ اور کلیسا کی یونین نے بھی اس بل کی تائید و حمایت کا وعدہ کیا ہے۔ یہ امر تسلیم کیا جا چکا ہے۔ کہ علیحدگی ترک علائق اور طویل مظالم۔ طلاق کی وجوہ میں داخل ہونے چاہئیں۔ لیکن انگلستان میں شادی کے انفساخ کے لئے صرف زنا ہی کو وجہ جواز تسلیم کیا گیا ہے۔ ... بہت سے لوگ جن کے ازدواجی تعلقات اور کئی وجوہ سے کشیدہ ہو جاتے ہیں۔ طلاق حاصل کرنے کے لئے وہ زنا کے مرتکب ہونے یا کم از کم اس کے بناوٹی ارتکاب کے اظہار پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور اس صورت حالات کا جاری رہنا خود سلطنت کے مفاد کے منافی ہے۔ ... کاونٹری کے نائب بشپ نے حال میں اس بات کا اعلان کیا ہے۔ کہ اسباب طلاق کو ایک ہی وجہ تک محدود کرنے سے ایک ایسی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ جو اخلاق عامہ کے لئے زہر قاتل ہے۔ لوگ مجبور ہیں۔ کہ زنا کا ارتکاب کریں۔ یا دروغ گوئی سے کام لیں۔ اور موجودہ قانون خود اس قسم کی بداخلاقی کا متحرک ہے۔

سر ایف آک لینڈ (Sir. F. Acland) نے کہا کہ اس بل کی مخالفت زیادہ تر وہ لوگ کرتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو بہت راسخ العقیدہ سمجھتے ہیں۔ لیکن میں انہیں یاد دلاتا ہوں کہ رائل کمیشن نے پارلیمنٹ سے سفارش کی ہے۔ کہ وہ اس معاملہ میں ان تمام ملحوظات کے اعتنا سے جو حکومت۔ سوسائٹی۔ اخلاق۔ زوجین اور بچوں کے مفاد کے سوا ہیں۔ آزاد ہے۔ یہ کس قدر حیران کن بات ہے۔ کہ لوگ طلاق کے متعلق بائیبل کے احکام کو نہ صرف خود قبول کریں۔ بلکہ حکومت پر بھی ان کے نفاذ کے لئے زور دیں۔ درآں حالیکہ رہزنی اور تشدد کے مقابلہ میں عدم مقاومت کے متعلق اسی طرح کے واضح احکام کے نفاذ کے لئے کوئی کوشش ہی نہ کی جائے۔

مسٹر تھرٹل (Mr. Thurtle) نے کہا۔ معاشرتی اصلاح کے ضمن میں یہ ایک نہایت ہی ضروری چیز ہے۔ انگلستان کے موجودہ قوانین شادی ازمنہ قدیم کی یادگار ہیں۔ اور ان کا انحصار عیسائیت کے احکام پر ہے۔ لوگ خواہ اس پر ناخوش ہوں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ شادی کے متعلق عیسائیت کا قائم کردہ نظریہ اس نظریہ سے بالکل الگ ہے۔ جو موجودہ وقت کے شہریوں کی اکثریت کے ذہن میں ہے۔ زمانہ قدیم میں چرچ اور حکومت ایک تھے۔ مگر اب وہ کیفیت نہیں۔ ان کے دوائر اثر و وظائف بالکل علیحدہ ہیں۔ اگر یہ بل قانون کی حیثیت اختیار بھی کرے۔ تو اس سے قانون شادی عمدہ ترین نمونہ نہیں بن جائیگا۔ تاہم اس سے بعض نہایت مکروہ بے انصافیاں اور قباحتیں دور ہو جائینگی۔ اور وہ ہزاروں عورتوں اور مردوں کے لئے خوشی و مسرت کا پیغام لانے والا ہوگا۔ اور اس کے ذریعہ بچوں کی ایک کثیر تعداد ایک ظالمانہ مذموم اور قبیح صورت حالات کا شکار ہونے سے بچ جائیگی۔

انگلستان کے نمائندوں کے ان خیالات سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عیسائیت ایک جسد بے جان ہو چکی ہے۔ جسے عملاً ترک کرنے پر وہ لوگ بھی مجبور ہو رہے ہیں۔ جو قولاً ابھی تک اس کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔

عیسائیت کی کتاب مقدس میں بیوی کو صرف ایک ہی وجہ سے طلاق دینے کی اجازت رکھی گئی ہے چنانچہ لکھا ہے۔ "یہ بھی کہا گیا تھا۔ کہ جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑے اسے طلاق نامہ لکھ دے لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں۔ کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرامکاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے وہ اس سے زنا کراتا ہے۔ اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے" (متی باب ۵) ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ شریعت موسوی میں طلاق کے متعلق جو حکم تھا۔ اس میں عیسائیت نے تبدیلی کی ہے لیکن یہ تبدیلی وبال جان بن چکی ہے۔ اور عملی طور پر بالکل اڑا دینے کے لئے اب قانون بنایا جا رہا ہے۔

لاہور کے خریداران الفضل کو اطلاع

لاہور میں "الفضل" کے ایجنٹ ماسٹر عبدالحکیم کی بدمعاملگی کو دیکھکر یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ احباب اب قیمت براہ راست دفتر کو بھیجیں۔ لیکن تقسیم پرچہ کا کام بدستور ایجنٹ کے پاس رہنے دیا گیا تھا۔ تا وہ اپنے ذمہ کی رقم اس آمد سے بھی ادا کرتا رہے۔ لیکن اب ایجنٹ مذکور نے بدمعاملگی کو انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ اور جن خریداروں کی قیمتیں وصول کرنے کا وہ تحریری طور پر اقرار کر چکا ہے۔ ان کی ادائیگی کے لئے معمولی سی رقم کا چک دے کر اس کی ادائیگی سے بینک کو اس نے روک دیا ہے۔ اب چونکہ اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جا رہی ہے۔ بنابریں اس کے ساتھ مزید معاملہ کا جاری رکھنا ناممکن ہو گیا ہے۔ جن احباب نے اسے قیمتیں دے رکھی ہیں۔ وہ اس سے فیصلہ کر لیں۔ ہم نے وی۔ پی ارسال کئے ہیں۔ اور صرف انہی کے نام پرچہ جاری رکھ سکیں گے۔ جو وی پی وصول کریں گے۔ یا قیمت ارسال فرمائیگے ایجنٹ مذکور جن احباب سے پیشگی قیمت وصول کرنے کی تحریر دے چکا ہے۔ مگر رقم دفتر کو ادا کرنے سے انکار کرتا ہے۔ ان کے اسمار گرامی درج ذیل ہیں۔ ان کے نام فی الحال وی پی نہیں کئے گئے۔ ایک ہفتہ تک ان کے نام پرچہ جاری رہے گا۔ اور اس کے بعد اگر قیمت نہ آئی تو وی پی بھیجا جائیگا۔ اور وی۔ پی وصول نہ ہونیکی صورت میں پرچہ بند کرنا پڑے گا۔ مینجر

فہرست حسب ذیل ہے:۔

۱۔ شیخ بشیر احمد صاحب موہنی روڈ -/۴/۱

۲۔ خواجہ محمد صدیق صاحب سٹیشن ماسٹر فلیمنگ روڈ -/۴/۱

۳۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب احمدیہ ہوسٹل -/۴/۱

۴۔ راجہ علی محمد صاحب مہتمم بندوبست -/۴/۱

۵۔ مرزا محمد صادق صاحب اکونٹنٹ فلیمنگ روڈ -/۴/۱

۶۔ رشیدالدین صاحب موچی گیٹ -/۴/۱

۷۔ ڈاکٹر محمد بشیر صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس نسبت روڈ -/۴/۱

۸۔ چودہری محمد اسحٰق صاحب ٹیلیگراف سپروائیزر فلیمنگ روڈ -/۴/۱

۹۔ چودہری اسداللہ خاں صاحب ٹرنر روڈ -/۴/۱

۱۰۔ قاضی محمود احمد صاحب کیور تھلہ ہاؤس -/۴/۱

۱۱۔ شمس الدین فیروزالدین صاحبان سلطان پورہ -/۴/۱

۱۲۔ میاں محمد صاحب داک ادرسیر -/۴/۱

امرت دھارا اور دیگر ادویات کی قیمتوں میں کمی

لاہور کے پنڈت ٹھاکر دت صاحب شرما وید مستحق مبارکباد ہیں۔ جن کے ہاتھوں "امرت دھارا" جیسی دوائی ایجاد ہوئی۔ کسی ایک مرض پر کسی کو فائدہ نہ کیا ہو۔ تو اور بات ہے۔ لیکن بیسیوں دیگر امراض پر فائدہ پہنچا دیا ہو گا۔ اسی واسطے عام طور ہر ایک گھر میں اور سفر میں رکھنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ لاکھوں انسان اس سے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ ناظرین یہ پڑھکر ازحد خوش ہوں گے۔ کہ ایسی روزانہ ضرورت کی چیز ماہ مارچ کے اندر ½ قیمت پر مل رہی ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ پنڈت صاحب صرف امرت دھارا ہی بیچتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ امرت دھارا کے علاوہ ۴۔ ۵ سو دیگر ادویات بھی تیار ہوتی ہیں۔ اور پنڈت صاحب ایک مشہور مصنف بھی ہیں۔ جن کی تقریباً ۴ درجن طبی کتب ہیں۔ یہ کتب اور ادویات ماہ مارچ میں نصف قیمت پر ملتی ہیں۔

ناظرین جن کو امرت دھارا وغیرہ جس چیز کی ضرورت ہو۔ وہ اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ؎

قیدیوں کی اصلاح کیلئے حکومت کی کوشش

محکمہ اصلاحِ محبوسین کی کارگذاری کی سالانہ رپورٹ بابت ۱۹۳۵ء سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ محکمۂ مذکور نے نیک چلن قیدیوں کی مشروط رہائی کے قانون مجریہ ۱۹۲۶ء سے بدستور فائدہ اٹھا کر قیدیوں کو رہا کر کے اس امر کا موقع دیا جائے کہ وہ دیانت دارانہ ذریعۂ معاش پیدا کرنے کی غرض سے کسی حرفت میں تربیت حاصل کر سکیں۔ مشروط رہائی کے طریق پر عمل پیرا ہونے سے جو فوائد مترتب ہوئے ہیں۔ انہیں بڑی قدر کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔ اس سے وہ مصارف کم ہو جاتے ہیں۔ جن کا گورنمنٹ کو سزا یافتہ قیدیوں کے قیام و طعام کے سلسلہ میں کفیل ہونا پڑتا ہے۔ اس سے قیدیوں کو اپنی قید کے دوران میں نیک چلن بننے کی ترغیب ملتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جب وہ آخرکار رہا ہوتے ہیں۔ تو ان میں آئندہ مفید زندگی بسر کرنے کی اہلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ سال زیر تبصرہ میں رہا شدہ قیدیوں کی تعداد ۲۲۳ تھی جو سال ماسبق کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سال ماسبق میں استغنہ قیدی رہا کئے گئے تھے کہ قانون مذکور کے اجراء سے لے کر اس وقت تک صوبہ بھر میں ان سے زیادہ قیدی رہا نہیں ہوئے۔ نوجوان قیدیوں کو حسب معمول بورسے والا فارم کو بھیج دیا گیا۔ نیز لائیسنس یافتہ بالغ قیدی بھی خاص تعداد میں بورسے والا کے ایک فارم میں بھیجے گئے۔ باقی قیدیوں کو غیر سرکاری مالکوں کے ہاں ان فارموں میں کام مل گیا۔ جن کا نظم و نسق محکمۂ زراعت کے ذمہ ہے۔ رپورٹ سے یہ معلوم کرنا موجب مسرت ہے کہ کام لائیسنس یافتہ قیدیوں کو پہلی طرح دو دو تین تین کی ٹولیوں میں علیحدہ علیحدہ مقامات پر نہیں بھیجا جاتا۔ بلکہ ان کی معتدبہ تعداد ایک ہی جگہ اکٹھی رکھی جاتی ہے۔ جس سے ان کی نگرانی کے کام میں بہت سہولت ہو گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ ماننا پڑیگا کہ اصلاح کے نقطۂ خیال سے یہ یقیناً بہتر ہے۔ کہ قیدی انفرادی طور پر ہمدرد مالکوں کے ہاں ملازمت کریں۔ رپورٹ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جو قیدی پرائیویٹ لوگوں کے ہاں ملازم رہے۔ انہیں اجرت اس اجرت سے زیادہ مل گئی جو بورسے والا یا دیگر سرکاری فارموں میں مل سکتی ہے۔

رپورٹ سے یہ معلوم کرنا موجب دلچسپی ہے کہ بورسے والا میں وہ اصلاحی فارم اب ایسی اطمینان بخش حالت کو پہنچ گئے ہیں کہ وہ اپنا خرچ خود نکال لیتے ہیں۔ بٹائی کے طریق کے نفاذ سے فارموں کی مالی حالت میں نمایاں اصلاح ہو گئی ہے۔ بدقسمتی سے لائیسنس یافتہ قیدیوں کا جو قرض گورنمنٹ کو واجب الادا ہے وہ روبہ اضافہ ہے اس میں شک نہیں کہ مشروط طور پر رہا شدہ قیدیوں کو فارموں پر کام پر لگانے کے لئے انہیں پیشگی رقوم دینا ضروری تھا۔ لیکن جس طریق پر یہ رقوم دی جاتی ہیں اور ان کی وصولی کے جو انتظامات ہیں ان پر غور و خوض کرنے کی ضرورت ہے۔

ریفارمیٹری سکول دہلی محکمہ اصلاح محبوسین کا ایک جزو تصور کیا جاتا ہے۔ اس کی سالانہ کارگذاری تسلی بخش رہی اس کے ساتھ ہی طلباء کی مجموعی تعداد اور نو واردوں کی تعداد میں نمایاں کمی واقع ہو گئی ہے۔ گذشتہ چند سال سے داخل ہونے والوں کی تعداد گھٹ رہی ہے اور گورنمنٹ نے افسر اصلاح

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

نئی دہلی۔ ۲۴ فروری۔ آج ایوان شہزادگان کے چودھویں اجلاس میں والسرائے نے تقریر کرتے ہوئے زور دیا۔ کہ انہیں فیڈریشن کے متعلق جلد از جلد کسی فیصلہ پر پہنچنا چاہیے۔

سیالکوٹ۔ ۲۴ فروری۔ کرنل کالون وزیر اعظم کشمیر اس ہفتہ کے آخیر تک جا رہے ہیں۔ آج نواب خسرو جنگ منسٹر ان ویٹنگ جموں پہنچ جائیں گے۔ اور ان سے عارضی طور پر چارج لے لیں گے۔

لاہور۔ ۲۴ فروری۔ مسٹر منوہر لعل کے متعلق شائع ہوا تھا۔ کہ وہ نیشنل پروگریسو پارٹی کے ممبر بنکر پھر مستعفی ہو گئے ہیں۔ تازہ ترین اطلاع یہ ہے۔ کہ مسٹر منوہر لعل نے آج پھر نیشنل پروگریسو پارٹی کے کریڈ پر دستخط کر دیئے ہیں۔

بمبئی۔ ۲۴ فروری۔ بائیکلا پرل قصباتی حلقہ سے ڈاکٹر امبیدکر بمبئی اسمبلی کے ممبر منتخب ہو گئے ہیں۔

نئی دہلی۔ ۲۴ فروری۔ کونسل آف سٹیٹ کے آج کے اجلاس میں پانچ سرکاری بل پاس کئے گئے سب سے اہم بل انکم ٹیکس میں ترمیم کے متعلق تھا۔

پٹنہ۔ ۲۴ فروری۔ عہدوں کے سوال پر غور کرنے کیلئے بہار پراونشل کانگرس کمیٹی کا ایک اجلاس ۲ مارچ کو ایک بجے بعد دوپہر منعقد ہوگا۔ بابو راجندر پرشاد بھی موجود ہوں گے۔ بہار پراونشل کانگرس کمیٹی کے عہدیداروں کا بھی انتخاب ہوگا۔

مدراس۔ ۲۴ فروری۔ مدراس لیجسلیٹو کونسل کے سلسلہ میں مزید نتائج نکل آئے ہیں۔ اس وقت صرف ۱۵ حلقوں کا نتیجہ نکلنا باقی ہے۔ کانگرس نے ۲۸ امیدوار کھڑے کئے تھے جن میں سے ۲۲ کامیاب ہوئے جسٹس پارٹی ۳۔ یورپین ۱۔ انڈی پنڈنٹ ۳۔ کامیاب ہوئے۔

الہ آباد۔ ۲۴ فروری۔ کانگرس نے عہدوں کے خلاف یہاں زبردست جدوجہد شروع کر دی ہے۔ اب یہ امر صاف طور پر ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ عہدوں کے خلاف تمام طاقتیں صدر کانگرس کی زیر سرکردگی جمع ہوں گی۔ اگرچہ الہ باد کانگرس کمیٹی میں پنڈت جواہر لعل نہرو پر بہت زور ڈالا گیا ہے۔ مگر وہ عہدوں کے قبول کرنے کے خلاف اپنے رویہ میں ذرا بھی تبدیلی کرنے کو تیار نہیں۔ یہ امر یقینی ہو گیا ہے۔ کہ الہ آباد ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی سٹی کانگرس کمیٹی کی پیروی کرتی ہوئی وزارتیں قبول کرنے کے خلاف فیصلہ دے دیگی۔

پٹنہ۔ ۲۴ فروری۔ سر منمتھ ناتھ مکرجی سابق چیف جسٹس کلکتہ ہائیکورٹ اب پٹنہ ہائیکورٹ کے ایڈووکیٹوں کے زمرہ میں بھرتی ہو گئے ہیں۔

کلکتہ۔ ۲۴ فروری۔ ہوڑہ کے کارخانہ جات میں ہڑتال کے سلسلہ میں صورت حالات آج صبح تک پر سکون رہے۔ فوجی پکیٹ اور مسلح پولیس علاقہ میں گشت کر رہی ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے آج صبح اس رقبہ کا معائنہ کیا۔ کارخانے اور آس پاس کی دوکانیں آج صبح بند رہیں۔ اگرچہ فضا ابھی تک مکدر رہی مگر کسی حلقہ سے فساد کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

پٹنہ۔ ۲۳ فروری۔ یہاں کے سیاسی حلقوں میں وزارت کی ترتیب کے متعلق بہت سی قیاس آرائیاں کی جا رہی ہیں۔ باخبر حلقوں کا خیال ہے۔ کہ اگر کانگرس نے عہدے قبول کرنے کا فیصلہ کیا۔ تو کیبنٹ مسٹر سری کرشن سنگھ سنہا۔ ڈاکٹر سید محمود اور مسٹر بلدیو سہائے پر مشتمل ہوگا۔ ان میں سے وزیر اعظم کون ہو۔ اس کا فیصلہ اسمبلی کے کانگرسی ممبر کریں گے۔ جن کا اجلاس ۳ مارچ کو یہاں لیڈر اور عہدیدار منتخب کرنے کے لئے ہوگا۔ کانگرس پارٹی جس کو اپنا لیڈر منتخب کرے گی۔ گورنر اسے وزارت مرتب کرنے کے لئے مدعو کریں گے۔

مدراس۔ ۲۳ فروری نئے کانسٹی ٹیوشن کے ماتحت وزراء کی تنخواہ کا فیصلہ اسمبلی ایک ایکٹ کے ذریعہ کرے گی۔ جب تک اسمبلی فیصلہ نہیں کرتی۔ تنخواہوں کے فیصلہ کی ذمہ واری گورنر پر ڈالی جائیگی امید کی جاتی ہے۔ کہ وزیر اعظم کی تنخواہ ۲۵۰۰ روپیہ دوسرے وزراء کی تنخواہ دو ہزار ہوگی۔ اس کے علاوہ ہر وزیر کو ۵۰۰ روپے ماہوار ہاؤس الاؤنس دیا جائے گا۔

مدراس۔ ۲۳ فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ مدراس لیجسلیٹو کونسل کی پہلی میٹنگ کے لئے ۲ اپریل کی تاریخ مقرر کی گئی ہے مدراس لیجسلیٹو اسمبلی کا اجلاس بھی اسی روز ہوگا۔ پہلے روز دونوں ہاؤسوں میں ممبر حلف وفاداری لیں گے۔ سپیکر اور کونسل اور اسمبلی کے پریذیڈنٹوں کا انتخاب دوسرے دن عمل میں لایا جائیگا۔

لنڈن۔ ۲۴ فروری معلوم ہوا ہے کہ سابق شہنشاہ ابی سینیا خود دربار تاجپوشی میں شریک نہیں ہوگا۔ ابی سینیا کے سفارت خانہ نے دعوت کو قبول کر لیا ہے۔ مگر وہ اپنے نمائندے بھیجے گا۔ شہنشاہ اپنا نمائندہ بعد میں مقرر کریگا۔

ماسکو۔ ۲۳ فروری۔ اشتراکیوں کی طرف سے پے در پے کوشش کی جا رہی ہے کہ مانچوریا حکومت کو بدنام کرنے کے لئے کسانوں میں پراپیگنڈا کیا جائے۔ تازہ اطلاع ہے۔ کہ ۱۰ ہزار کسان نوجوان اشتراکی پراپیگنڈا سے متاثر ہو کر روسی سرحد میں داخل ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں کے پاس رائفلیں پستول اور دیگر تیز آلات بھی تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حکومت روس انہیں سائبیریا میں آباد کرنے کے لئے رضا مند ہو گئی ہے۔

لنڈن۔ ۲۳ فروری۔ آسٹرین سفارتخانہ نے اس اطلاع کی تردید کر دی ہے۔ کہ وان نیورتھ وزیر خارجہ جرمنی نے آسٹرین حکومت کو چار طاقتوں کے معاہدہ کے متعلق تجویز پیش کی ہے۔

قاہرہ۔ ۲۴ فروری۔ حکومت فلسطین نے حکم دیا ہے کہ پولیس میں شامل ہونے والے ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ عربی تعلیم حاصل کرے۔ اس سے قبل یہ طریق تھا۔ کہ عبرانی زبان لازمی تھی۔ اور عربی ایک اختیاری مضمون تھا۔ لیکن اب عبرانی اختیاری مضمون بنا دیا گیا ہے۔

حیفا۔ ۲۴ فروری۔ فلسطینی پولیس میں چالیس انگریز افسروں کا تقرر عمل میں آیا ہے جس سے عربوں میں اضطراب پھیل گیا ہے

راولپنڈی ۲۳ فروری۔ متعدد رجمنٹوں کو وزیرستان کی طرف روانہ ہونے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ متی صم قبائل پھر آمادہ جنگ ہیں۔ وانا کے قریب حملہ کے بعد فوجی حکام کے لئے یہ باور کرنے کی وجوہ ہیں کہ قبائل ماوراء سرحد نے قیام امن کے متعلق اپنے عہد کو ایفا نہیں کیا۔ کئی رجمنٹیں ایک دو روز کے اندر روانہ ہو جائیں گی۔ حفظ ماتقدم کے طور پر فوجی حکام نے میر علی سے تھل جانے والی سڑک اور متعدد سڑکوں پر آمد و رفت ممنوع قرار دے دی ہے۔ صرف فوجی عہدہ دار اور انجنیئر ان سڑکوں پر سفر کر سکیں گے۔ اور ان کی حفاظت کے لئے خاص انتظامات کئے جائیں گے۔

ہانکن ۲۳ فروری۔ کمیونسٹ پارٹی نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ جاپان کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کر لیا جائے سنٹرل ایگزیکٹو کونسل اور مارشل چانگ کیشک نے یہ تجویز کلیتاً مسترد کر دی۔ جنرل موصوف نے ایک اپیل شائع کی ہے۔ کہ اشتراکیت کے خلاف مہم جاری رکھی جائے۔

لنڈن ۲۳ فروری۔ جبل الطارق سے ایک برطانی جریدہ کا نامہ نگار رقمطراز ہے۔ کہ حکومت کے زیر اقتدار علاقہ میں پٹرول اور کوئلہ کی قلت کے باعث آمد و رفت اور تجارت تقریباً مسدود ہو گئی ہے۔ ٹریفوں کی آمد و رفت بند ہے اکثر بڑے بڑے قصبات کو بہت کم موٹریں جاتی ہیں۔

شنگھائی ۲۳ فروری۔ اطالوی افسروں نے ایک سینما پر چھاپہ مارا جس میں ایک سوویٹ فلم دکھائی جا رہی تھی حکام چین نے اس کارروائی کے خلاف اطالوی قونصل جنرل کے پاس احتجاج کیا ہے اور چھاپہ کو شخصی آزادی اور امن کے خلاف قرار دیا ہے۔ اطالوی قونصل جنرل نے اس اطلاع کی صداقت سے انکار کیا ہے۔ کہ یہ چھاپہ اطالوی افسروں کے ایماء سے ڈالا گیا تھا۔

مکان برائے فروخت

پانچ مرلہ زمین پر بنا ہوا پختہ مکان مشتملبر دو کمرے اور صحن قریب مسجد محلہ دار الرحمت و متصل دکانہائے سودا سلف جو اس وقت دو روپے ماہوار کرایہ پر چڑھا ہوا ہے۔ قابل فروخت ہے۔

مفتی محمد صادق

اطلاع عام

بمعاملہ ایکٹ کمپنی ہائے ہند مجریہ ۱۹۱۳ء اور دی زراعت اینڈ انڈسٹریز لمیٹڈ (زیر لیکویڈیشن) لاہور

بموجب دفعہ ۱۷۶ ایکٹ کمپنی ہائے ہند بذریعہ نوٹس ہذا اطلاع دی جاتی ہے کہ کمپنی مذکور کے قرض خواہان کا ایک اجلاس ۱۱ مارچ ۱۹۳۷ء بروز جمعرات پانچ بجے شام ۶ میکلیگن روڈ لاہور میں منعقد ہوگا۔ اور معاونین کمپنی مذکور کا ایک اجلاس ۱۳ مارچ ۱۹۳۷ء بروز ہفتہ اسی مقام پر اسی وقت بدیں غرض منعقد ہوگا۔ کہ ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جانی چاہئے یا نہیں۔ اور اگر مقرر کی جائے۔ تو اس کے ممبر کون کون ہونگے۔

(دستخط) مدن گوپال آفیشل لیکویڈیٹر

لاہور مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۳۷ء

جھنگ گھیانہ کے مشہور کھیسوں کا کارخانہ

مختلف رنگوں اور نمونہ کے کھیسوں کا نہایت ہی اعلیٰ خوبصورت پائیدار سٹاک موجود ہے۔ احباب کرام آرڈر دیکر احمدیہ کارخانہ سے فائدہ اٹھائیں۔ حامل حسب ارشاد رعایتی قیمت پر ارسال خدمت ہوگا۔ نوٹ:۔ ریلوے سٹیشن اور ڈاکخانہ کا پورا پتہ تحریر فرمائیں۔ ملنے کا پتہ:۔ قاضی غلام حسین احمدی متصل مسجد احمدیہ خطیب مسجد احمدیہ گھیانہ جھنگ

تریاق جہان

دماغی۔ رقت قبض وغیرہ کو دور کرنے کی اکسیر دوا ہے زیادہ چلنے سے تھک جانا زیادہ لکھنے پڑھنے سے آنکھوں میں خیرہ سا معلوم ہونا۔ دیر تک کام کرنے سے طبیعت کا گھبرا جانا مضمحل رہنا۔ درد کمر پنڈلیوں کا اینٹھنا غرض انتہائی کمزور ہونا۔ جملہ شکایات دور کرکے از سر نو جوان خوش رہنا اس کا کام ہے۔ معززدوستو! یہ وہ دوا ہے۔ جس کا صدہا مریضوں پر تجربہ ہو چکا ہے۔ کبھی غیر مفید ثابت نہیں ہوتی۔ امید کہ آپ تجربہ فرمائیں گے۔ قیمت صرف عہ/ ایک روپیہ۔

اکسیر سوزاک

۱۲ گھنٹہ میں جلن۔ پیپ۔ خون بند کرتی ہے کیا اس قدر سریع الاثر دوا دنیا میں اور کوئی ہے۔ ہرگز نہیں ضرور تجربہ کیجئے۔ اگر آپ ہزار ادویات استعمال کر چکے ہیں تو میں آپ کو رائے دیتا ہوں کہ اکسیر سوزاک ضرور استعمال کریں۔ اس سے پرانے سے پرانا سوزاک بیس سال تک کا دفع ہو جاتا ہے۔ اور اس پر خوبی یہ ہے کہ تا عمر عود نہیں کرتا آپ کیوں اس موذی مرض پر پریشان ہیں اور اپنی نسل برباد کر رہے ہیں اکسیر سوزاک استعمال کیجئے۔ قیمت دو روپیہ (عہ)

نوٹ:۔ اگر فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس۔ فہرست دواخانہ مفت منگا لیجئے۔ کیا ایک عالم سے بھی جھوٹے اشتہار کی امید ہے۔ پتہ:۔ حکیم مولوی ثابت علی محمود نگر ۵ لکھنؤ

نارتھ ویسٹرن ریلوے

(الف) میکینکل برانچ میں ٹریڈ اپرنٹس کی اسامیوں کے لئے امیدواروں کی درخواستیں مطلوب ہیں۔

(ب) صرف نوے امیدوار دستر مغل پورہ اور بیس سکھر شاپ کے لئے لئے جائیں گے۔

جن میں سے ایک خاص نمبر مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کے لئے مخصوص رہے گا۔ اور فرقہ وارانہ تناسب حسب ذیل ہوگا۔

	مغل پورہ	سکھر	میزان
مسلمان	۴۵	۱۳	۵۸
اینگلو انڈین و یورپین	۱	—	۱
دوسری اقلیتیں یعنی عیسائی پارسی اور سکھ	۱۰	۲	۱۲

امیدوار صرف وہی لئے جائیں گے۔ جو سیلیکشن بورڈ کی رائے میں کم سے کم قابلیت رکھتے ہوں۔

(ج) ابتدائی انتخاب سپرنٹنڈنٹ میکینکل ورکشاپ مغل پورہ کے دفتر میں یکم اپریل ۱۹۳۷ء کو بوقت دس بجے صبح ہوگا۔ اور آخری انتخاب پانچ اپریل ۱۹۳۷ء کو صبح دس بجے۔

(د) امیدوار کے لئے کم سے کم تعلیمی قابلیت اپر پرائمری ہونی چاہئے۔ درخواست کے ساتھ سکول یا اس تعلیمی ادارہ کے جہاں امیدوار تعلیم حاصل کرتا رہا ہے۔ ہیڈ ماسٹر کا تعلیم اور عمر کے متعلق اصل سرٹیفکیٹ شامل کرنا ضروری ہے۔

(ہ) جن امیدواروں کی عمر یکم جنوری ۱۹۳۷ء کو پندرہ سال سے کم اور اٹھارہ سال سے زیادہ ہوگی۔ وہ نہیں لئے جائیں گے۔

(و) امیدواروں کو پانچ سال کا کورس پورا کرنے کے عرصہ میں حسب ذیل وظیفہ ملتا رہے گا۔

پہلا سال .... ۴/۶/ یومیہ
دوسرا سال .... -/۸/۰ "
تیسرا سال .... -/۹/۶/۰ "
چوتھا سال .... -/۱۱/۶/۰ "
پانچواں سال .... -/۱۳/۶ "

(ی) منتخب شدہ امیدواروں کو مقررہ میڈیکل امتحان بھی پاس کرنا ہوگا۔

(ط) تمام امیدوار ابتدائی انتخاب میں اپنے خرچ پر شامل ہونگے۔

(ظ) درخواستیں ۱۳ مارچ ۱۹۳۷ء سے قبل سپرنٹنڈنٹ میکینکل ورکشاپ این ڈبلیو۔ آر مغل پورہ کے پاس پہنچ جانی چاہئیں۔ اس تاریخ کے بعد آنے والی کسی درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا۔

(ع) اگر کسی امیدوار نے مذکورہ بالا ذرائع کے سوا کامیابی کے لئے کوئی اور کوشش کی۔ تو اسے ہرگز نہیں لیا جائے گا۔

چیف میکینکل انجنیئر لاہور

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی